کراچی جل رہا ہے اور.........

گزشتہ ایک ماہ میں کراچی میں بدامنی اور بے گناہ شہریوں کی قتل و غارت گری کے واقعات میں جو برق رفتاری آئی ہے اس نے پورے ملک کے عوام میں خوف و ہراس اور عدم تحفظ کے احساس کو بھی تقویت دی ہے۔ گزشتہ ماہ پاکستان کی وزیرِ اعظم بے نظیر زرداری نے قصور کے ایک اجتماع میں اپنے خطاب کے دوران ایم کیو ایم کے کارکنوں کے لئے جو الفاظ استعمال کئے انہوں نے حالات کو بگاڑنے میں جلتی پر تیل کا کام کیا۔ الطاف حسین نے بے نظیر سے معافی مانگنے کا مطالبہ کیا مگر بے نظیر اپنے الفاظ واپس لینے پر تیار نہ ہوئیں کہ انہوں نے اپنے والد کی تربیت میں یہی ورثہ پایا ہے۔ وہ بھی اپنے مخالفوں کو گالیوں اور نازیبا الفاظ سے یاد کرتے تھے اور نام بگاڑ کر رسوا کرتے تھے۔ کراچی...... جو کبھی روشنیوں کا شہر تھا، امن کا گہوارہ تھا اب وہاں موت کا رقص ہے، خانہ جنگی ہے اور سرکاری و غیر سرکاری تمام املاک تباہ ہو رہی ہیں۔ کوئی دن قتل و غارت گری کے واقعات سے خالی نہیں۔ جدید ترین اسلحہ (راکٹ لانچر) جو ملکی افواج دفاعِ وطن کے لئے استعمال کرتی ہیں وہ نہتے شہریوں پر استعمال ہو رہا ہے۔ ہم یہ پوچھنے میں حق بجانب ہیں کہ یہ اسلحہ کہاں سے اور کیسے کراچی پہنچا؟ وہ ایجنسیاں اور خفیہ ادارے اب کہاں ہیں جو گزشتہ برسوں میں حکومت کو دہشت گردوں کے بارے میں یہاں تک معلومات فراہم کرتی رہیں کہ را اور موساد کے اتنے دہشت گرد فلاں تاریخ کو پاکستان کے فلاں شہر میں داخل ہو گئے ہیں اور وہ فلاں فلاں شخصیت کو قتل کریں گے اور فلاں فلاں مقام کو اپنی دہشت گردی کا نشانہ بنائیں گے۔ حتیٰ کہ ان کی تصویریں تک حکومت کو مہیا کی جاتیں رہیں۔ اب ان ایجنسیوں کا وجود تک نظر نہیں آتا۔ جبکہ دہشت گردی کرنے والے علی الاعلان دہشت پھیلا رہے ہیں اور قتل و غارت گری کر رہے ہیں۔ اور حکومت نہایت بے شرمی، ڈھٹائی اور سفاکی سے یہ سب کچھ دیکھ رہی ہے۔

یہ امر قابل ذکر ہے کہ بے نظیر زرداری آج جس الطاف حسین کو غدار اور دہشت گرد قرار دیکر ان کے خلاف اعلان جنگ کر رہی ہیں، ۱۹۸۸ء میں انہوں نے اپنی وزارت عظمی کے لئے انہیں "الطاف بھائی" کے نام سے یاد فرمایا تھا اور کوچہ رقیب میں ان کی حمایت کی خیرات لینے سر کے بل چل کے گئی تھیں۔ یہ بات بھی آن دی ریکارڈ ہے کہ نواز شریف اور بے نظیر

زرداری دونوں کے سابقہ ادوار حکومت میں الطاف حسین پر سنگین نوعیت کے مقدمات قائم ہوئے مگر کسی نے بھی انہیں گرفتار نہ کیا۔ پیپلز پارٹی نے اپنے مخالف شیخ رشید (ایم این اے) کو ایک جھوٹے مقدمے میں ملوث کر کے نہ صرف گرفتار کیا بلکہ سزا بھی دلوا دی۔ اور حزب اختلاف کے دیگر کئی رہنماؤں کو بھی مختلف سنگین نوعیت کے مقدمات میں مورد الزام ٹھہرا کر جیل بھیج دیا۔ مگر الطاف حسین کو گرفتار نہ کرسکے۔ صاف بات یہ ہے کہ الطاف حسین ایک عوامی طاقت ہے بے نظیر اور نواز شریف دونوں اپنے اپنے مفادات کے لئے ان سے تعاون کی بھیک مانگتے رہے۔ جب تک انہیں مفادات ملتے رہے وہ الطاف بھائی اور محب وطن تھے جونہی مفادات مجروح ہوئے تو انہیں غدار کہنا شروع کر دیا۔ الطاف حسین آجکل بے نظیر کے نزدیک دہشت گرد اور وطن دشمن ہیں جبکہ نواز شریف اور ان کے حلیفوں کے نزدیک محب وطن ہیں۔ ہمارے نزدیک الطاف حسین کا سیاسی قد کاٹھ بڑھانے میں خاص کر ان دونوں فریقوں اور دیگر سیاست دانوں نے بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ اب وہ جس مقام پر کھڑے ہیں اس سے مراجعت خود ان کے لئے سیاسی موت ہے۔ اب تو ایک دوسرے کی حیثیت کو تسلیم کر کے حب الوطنی کے جذبہ سے افہام و تفہیم کی فضا پیدا کی جاسکتی ہے اور حالات کو سدھارا جا سکتا ہے۔

سقوطِ مشرقی پاکستان کا المیہ ہمارے سامنے ہے بعینہ تاریخ کا وہی آموختہ مکرر دہرایا جا رہا ہے۔ ماضی میں جس طرح سیاست دانوں نے شیخ مجیب الرحمن کو پہلے محب وطن کہا پھر اگر تلہ سازش کیس میں ملوث کر کے گرفتار کیا اور انہیں غدار کہا، پھر انہیں رہا کرایا اور پھر غدار کہا۔ نتیجتہً مشرقی پاکستان کے عوام میں مغربی پاکستان کے بارے میں نفرت کے جذبات ابھرے اور سازشی عناصر نے اس آگ کو اس قدر بھڑکایا کہ پھر قائداعظم کا پاکستان ایک نہ رہ سکا۔ یہی معاملہ الطاف حسین اور ان کی جماعت کے ساتھ ہو رہا ہے۔

کراچی کا امن کون تباہ کر رہا ہے؟ یہ کوئی راز ہے نہ معمہ۔ حکومت ان تمام اندرونی و بیرونی قوتوں سے اچھی طرح واقف ہے۔ البتہ اس سوال کا جواب حکومت کے ذمہ ہے کہ وہ ان قوتوں کو بے نقاب کرنے سے کیوں گریز کر رہی ہے؟

یہ بات بھی حد درجہ تشویشناک ہے کہ خانہ جنگی کے اس ماحول میں غیر ملکی، صنعتکاروں اور سرمایہ کاروں کے روپ میں کراچی میں موجود ہیں۔ وہ کس مستقبل کی امید پر سرمایہ کاری کر رہے ہیں؟ اور کوڑیوں کے بھاؤ زمینیں خرید رہے ہیں۔ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ فساد کی اصل جڑ یہی غیر ملکی

ہیں جو وطن دشمن قوتوں کو منظم کر رہے ہیں۔ انہیں کراچی سے نکال دیا جائے تو حالات کافی حد تک بہتر ہو سکتے ہیں۔ لیکن ایک سوال پھر ذہن میں ابھرتا ہے کہ کیا موجودہ حکومت حالات بہتر بنانے میں مخلص بھی ہے؟ اگر مخلص ہے تو پھر امن و سکون قائم کرنے کے ہزار طریقے ہیں اور ان پر عمل کر کے یہ نعمت حاصل کی جاسکتی ہے اور اگر موجودہ حکمرانوں کی نیتوں میں ہی فتور ہے تو پھر تباہی و بربادی کی طرف جانے کے بھی بے شمار راستے ہیں۔ مثلاً اسی بات کو لیجئے کہ حکومت نے فوج کو ملوث نہ کرنے کا فیصلہ کیا اور قیام امن کے لئے ملک کی سول فورسز کو استعمال کرنے کا تہیہ کیا اس سلسلہ میں یہ شر انگیز تجویز بھی سامنے لائی گئی کہ صرف پنجاب پولیس کو ہی قیام امن کے لیے کراچی بھیجا جائے۔ جس کا لازمی نتیجہ پنجاب کے خلاف نفرت پیدا ہونا ہے۔ پنجاب حکومت ابھی تک اس تجویز سے متفق نہیں ہوئی اور اس نے تمام صوبوں سے پولیس بھیجنے کا مطالبہ کیا ہے۔ حکومت کے خلوص کو پرکھنے کے لئے یہی بات کافی ہے کہ ایک طرف کراچی جل رہا ہے اور دوسری طرف اسلام آباد میں نیرو ڈیسک بجا رہے ہیں، وزیر و مشیر لوٹ مار چھین میں مصروف ہیں۔ ممبران اسمبلی اپنے ہاسٹلز میں زناء و شراب کی محفلیں برما رہے ہیں اور قومی خزانہ تباہ کیا جا رہا ہے۔ حالات کے بگاڑ میں جہاں ملک دشمنوں کا ہاتھ ہے وہاں یہ بات بھی ہم پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ یہ قوم کی اجتماعی بد اعمالیوں کی سزا ہے۔ جس ملک کے معاشرے میں اللہ، رسول، قرآن، صحابہ اور اسوۂ حسنہ کی کھلی توہین ہو اور اسے حکومتی سرپرستی اور تحفظ حاصل ہو، دین والے معتوب اور دین دشمن دندنا رہے ہوں وہاں امن قائم نہیں رہ سکتا۔

حکومت جس انداز میں کراچی کا مسئلہ حل کرنا چاہتی ہے اس سے امن کی بیل منڈھے نہیں چڑھے گی۔ حکومت نے ایم کیو ایم سے مذاکرات کے لئے ہتھیار پھینکنے کی شرط عائد کی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ایم کیو ایم تو اس بات کو تسلیم ہی نہیں کرتی کہ اس نے ہتھیار اٹھائے ہوئے ہیں چہ جائیکہ وہ ہتھیار پھینک دے گویا وہ دہشت گردی کے الزام کو تسلیم کر لے۔ اس وقت اصل مسئلہ ملک کی بقاء اور سلامتی کا ہے اس لئے حکومت کو اپنے تمام مفادات بالائے طاق رکھ کر اور پیشگی شرائط عائد کئے بغیر ایم کیو ایم کی قیادت سے مذاکرات کرنے چاہئیں اور ہر ممکن حد تک ملک کو بچانے کی تدبیر کرنی چاہیے۔

تحریک نفاذ شریعت مالاکنڈ:

گزشتہ ماہ تحریک نفاذ شریعت کے سربراہ مولانا صوفی محمد نے اپنے اس مطالبے کو پھر دہرایا ہے کہ